عنوان

دنیا میں ہماری سلامتی کو غارت کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں اور ہم رضی اللہ عنہ اور سلام اللہ علیھا کو اپنی زندگی کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں

جامع و مرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنز الایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍۙ-رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ-ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.(سورہ توبہ آیت 100)

ترجمہ: سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت کی ابتداء میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے دو گروہوں کا ذکر ہوا۔

1. سابقین مہاجرین یعنی ایمان قبول کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے وہ اولین مسلمان جنھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ان سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ان سے اہلِ بدر بھی مراد ہیں اور اہلِ بیتِ رضوان بھی مراد ہیں۔
2. سابقین انصار یعنی ایمان قبول کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے انصار مدینہ۔ان سے مراد وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں جو بیعتِ عَقَبۂ اُولیٰ میں شریک تھے جن کی تعداد چھ تھی، یونہی بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شریک بارہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور بیعتِ عقبۂ ثالثہ میں شریک ستر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی سابقین انصار کہلاتے ہیں۔پھر سابقین کے گروہ میں بھی جو ایمان قبول کرنے میں سب سے سابق ہیں وہ حضرات جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا یعنی مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، عورتوں میں سب سے پہلے اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔(تفسیر خازن)

{وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ: جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔} سے باقی مہاجرین وانصار مراد ہیں یعنی اب تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی اس آیت میں داخل ہو گئے. یہاں مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ پیروی کرنے والوں سے قیامت تک کے وہ سبھی ایمان دار مراد ہیں جو ایمان، طاعت اور نیکی میں انصار و مہاجرین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے راستے پر چلیں۔

اب سب کا تذکرہ کرنے کے بعد قرآن پاک نے فیصلہ اور عقیدہ واضح فرمایا ہے کہ

ان سب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ راضی ہوا کہ اسے ان کے نیک عمل قبول ہیں اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہیں کہ اس کے ثواب وعطا سے خوش ہیں۔اللہ تعالٰی نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور یہ حضرات ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(تفسیر خازن)

کام کی بات

اسی لئے ہمارے اسلاف واکابر نے سبھی صحابہ کرام،تابعین اور تبع تابعین کے لئے لکھنے اور بولنے میں "رضی اللہ عنہ "استعمال کیا ہے،اس کی وجہ یہی آیت کریمہ ہے،دوسری کوئی وجہ نہیں کیونکہ اولین مومنوں کے لئے قرآن پاک نے جو لقب عطا فرمایا ہے اور جو خدائی اعزاز عطا کیا ہے وہ "رضی اللہ عنہ "ہے،اسی لئے ہم بھی سبھی صحابہ وصحابیات،اہل بیت کرام اور تابعین کے لئے رضی اللہ عنہ بولتے اور لکھتے ہیں اور یہی لکھنا بولنا بھی چاہیے ۔

قرآن پاک کا ایمان افروز سبق

اس سے معلوم ہوا کہ سبھی صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم عادل اور جنتی ہیں،ان میں کوئی بھی گنہگار اور فاسق نہیں ورنہ "رضی اللہ عنہ "کا لقب نہیں ملتا،اس لئے جو بدبخت کسی تاریخی واقعہ یا روایت کی وجہ سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے کسی کو بھی فاسق ثابت کرے،وہ مردود ہے کیونکہ اس کی یہ جسارت قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف ہے اور ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اس حدیث پاک کو دل کی نظر سے پڑھ کر عبرت حاصل کرنے کی کوشش کرے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا"میرے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو،اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔

اب صلوۃ وسلام کے استعمال سے متعلق دوسرے پہلو پر قرآنی تعلیمات کو پڑھ لیتے ہیں :

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ.سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ.(سورہ صافات)

ترجمہ:ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی.نوح پر سلام ہو جہان والوں میں.

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ.سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ.(سورہ صافات)

ترجمہ:پچھلوں میں ان کی تعریف باقی رکھی۔موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ.سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ.اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ.اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ.(سورہ صافات)

ترجمہ:ہم نے بعد والوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔الیاس پر سلام ہو۔بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان والے بندوں میں سے ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا.(سورہ مریم آیت 33)

ترجمہ:حضرت عیسٰی علیہ السلام نے عرض کیا وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا،جس دن مروں گا،جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا.

انبیائے کرام علیہم السلام پر سلام سے متعلق تلاوت کردہ آیات کی روشنی میں ہمارے اسلاف واکابر نے عملی طور پر ہمیں تعلیم وعقیدہ دیا ہے کہ کسی بھی رسول اور نبی کے لئے "علیہ السلام "استعمال کریں، اسی لئے ہم بھی نبیوں رسولوں کے لئے علیہ السلام ہی لکھتے اور بولتے ہیں۔

رہی بات اہل بیت کرام کے لئے "علیہ السلام" یا" سلام اللہ علیہ "لکھنا اور بولنا تو ہم میں سے بہت سے حضرات یہ الفاظ اور ترکیب اس لئے استعمال نہیں کرتے کیونکہ شیعہ گروہ کے لوگ اہل بیت کرام اور بارہ اماموں کے لئے بطور خاص استعمال کرتے ہیں، یاد رہے کہ ان کے استعمال کی وجہ سے ہمارے لئے بھی استعمال کرنا غلط اور ناجائز نہیں ہو جائے گا یعنی اگر ہم بھی اہل بیت کرام کے لئے "علیہ السلام" یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے "سلام اللہ علیہا "استعمال کرتے ہیں تو ہر گز غلط اور ناجائز نہیں، اب اتنا یاد رکھیں کہ تلاوت کردہ سبھی قرآنی آیات کی روشنی میں انبیائے کرام اور صحابہ کرام دونوں کے لئے قرآن پاک نے الگ الگ واضح تکریمی الفاظ اور دعاء یہ خطابی الفاظ استعمال کیے ہیں، اس لئے ہمیں بھی قرآن پاک پر عمل کرنے کی نیت سے انبیائے کرام کے لئے "علیہ السلام" اور صحابہ کرام کے لئے "رضی اللہ عنہ "استعمال کرنا ہے، البتہ کوئی حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بولتا ہے اور لکھتا ہے تو جارحانہ اور جذباتی ہو کر منع کرنے کی ضرورت نہیں، ظاہر ہے کہ اہل سنت کا کوئی شخص ایسا استعمال کرتا ہے تو حسن عقیدت کی بنیاد پر کرتا ہے اور کسی خوش عقیدہ سنی مسلمان کی اس روش پر کوئی نازیبا لفظ بولنے اور لکھنے کی حرکت محمود نہیں ہو سکتی، مذموم ہی رہے گی۔

اس مسئلے کے ہر پہلو کو سمجھنے کے لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جماعت اہل سنت کے ایک عظیم عالم دین مفتی اسلام کا فتویٰ پیش کر دیں تاکہ الجھنیں دور ہو جائیں۔

سوال: کیا اہل بیت کرام کے یا کسی اور صحابی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا جائز ہے؟

جواب: بعض لوگ کم علمی اور جہالت کی وجہ سے اور بعض جاننے کے باوجود فساد پھیلانے کی خاطر اس طرح کے مسائل پیدا کرتے ہیں جن کا آج تک تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ علیہ السلام سے مراد اس پر سلامتی ہو۔ ہم جب بھی برگزیدہ ہستیوں کا نام لیتے ہیں تو ان کے لئے دعائیہ کلمات ضرور بولتے ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ لہٰذا علیہ السلام کسی کے لئے مخصوص نہیں، ہر ایک کے لئے بولا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک عام فہم اور سادہ مثال یہ بھی ہے کہ جب بھی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملتا ہے تو کہتا ہے السلام علیکم. تم پر سلامتی ہو. دوسرا کہتا ہے: وعلیکم السلام. آپ پر بھی سلامتی ہو. جب ہم آپس میں ایک دوسرے پر سلامتی بھیج سکتے ہیں تو پھر انبیاء، رسل، صحابہ، اہل بیت اور نیک صالحین علیہم السلام پر سلامتی کیوں نہیں بھیج سکتے؟

سوال: کیا رضی اللہ تعالی عنہ کہنا صرف صحابہ کے لئے ہے؟ یا تابعین، تبع تابعین، اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کے لئے بھی ہے؟

جواب: بعض مسائل، شریعت میں کچھ ہوتے ہیں مگر ہم لوگ قرآن وسنت کا مطالعہ نہ کرنے کی بناء پر ان کو کچھ اور ہی بنا دیتے ہیں اور اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔ اپنی اس روش پر ناز بھی کرتے ہیں اور کوئی دوسرا خلوص نیت سے ہماری غلطی دلیل کے ساتھ واضح بھی کر دے تو اپنی ضد پر اڑے رہتے

ہیں۔ علماء کہلانے والوں کی یہ روش بڑی تکلیف دہ ہے۔ ''صلوۃ وسلام'' اور ''ترضّی و ترحّم'' (رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ) کہنا بھی ان مسائل میں شامل ہے۔ جن کو نادانی سے اختلافی بنادیا گیا ہے اور صورت حال یہاں تک جا پہنچی ہے کہ علماء کہلانے والے بزرگ اس بناء پر تکفیر و تفسیق تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ایک بیماری ہے جس کا علاج صرف علم کی روشنی ہے۔ علم جوں جوں بڑھے گا، قرآن و سنت کا جوں جوں مطالعہ کرنے کی ہمیں عادت پڑے گی جہالت ختم ہو گی اور اختلاف معدوم ہو جائے گا۔

اب رضاء وسلام کے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے اسی عالم دین مفتی کا فقہی بیان پیش کرتے ہیں. وہ لکھتے ہیں کہ

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر غیر نبی کے لئے لفظ صلوٰۃ استعمال کیا گیا ہے:

1۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (سورہ الاحزاب:43)

(اللہ) وہی ہے کہ درود (رحمت) بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھیجتے ہیں کہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے۔

2۔ اہل ایمان پر صلوۃ

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (التوبہ:103)

اے محبوب ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوۃ) وصول کرو، جس سے آپ انہیں ستھرا پاکیزہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

3۔ البتہ منافقوں کیلئے صلاۃ نہیں

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (التوبہ:84)

ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور نافرمانی (فسق) میں ہی مر گئے۔

4۔ صبر کرنے والوں پر صلوٰۃ

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ کہ ان (صبر کرنے والوں) پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت۔ (سورۃ البقرۃ:157)

قرآن پاک کی طرح مختلف احادیث مبارکہ میں بھی غیر نبی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ ''صلوۃ'' کو استعمال فرمایا ہے:

جیسے ہدیہ پیش کرنے والے پر صلوۃ

☆حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب بھی کوئی صاحب صدقہ (ہدیہ) پیش کرتا تو سرکار فرماتے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیہِ. اے اللہ اس پر صلوۃ (رحمت) نازل فرما۔ میرے والد بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنا صدقہ (ہدیہ) لائے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اوفٰی.

اے اللہ آل ابی اوفی پر درود (رحمت) بھیج۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات ج2ص941 طبع کراچی، صحیح مسلم ج1، کتاب الزکوۃ)

امام بخاری نے اس حدیث کا عنوان یعنی ترجمۃ الباب یوں لکھا ہے: ھَل یُصَلّٰی عَلٰی غَیرِ النّبِی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. کیا نبی کے علاوہ کسی پر صلوۃ بھیجی جا سکتی ہے؟

اور اس سے پہلے سورۃ توبہ کی آیت: اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُم. اے حبیب ان کے لئے دعائے خیر کریں بے شک آپ کی دعائے خیر ان کے لئے باعث سکون ہے" سے اس کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

☆سیدنا جابر اور ان کی زوجہ رضی اللہ عنہما کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

صَلَّی اللہُ عَلَیكَ وَعَلٰی زَوْجِكَ.

اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہاری بیوی پر صلوۃ نازل فرمائے۔

غیر نبی کے لئے لفظ "سلام" کا استعمال

لفظ "صلوۃ" کی طرح غیر نبی کے لئے قرآن پاک کے متعدد مقامات پر لفظ "سلام" استعمال کیا گیا ہے جیسے:

1. يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا.(سورۃ النور:27)

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دیگر گھروں میں اجازت لیے اور گھر والوں پر سلام کیے بغیر داخل نہ ہو۔

2. فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً.(سورۃ النور:61)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے، مبارک پاکیزہ۔

3. لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا. جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔(النساء:94)

4. وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. جب (اے محبوب) تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام۔(الانعام:54)

5. سَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى.(سورۃ النمل:59) سلام اس کے چُنے ہوئے بندوں پر۔

اسی طرح قرآن وسنت میں بہت سی جگہوں پر انبیاء وغیر انبیاء اہل ایمان پر سلام کا لفظ یا اس کا مترادف بولا گیا ہے۔

تَرَضِّيْ کا استعمال یعنی رضی اللہ عنہ کہنا

"صلوٰۃ وسلام" کی طرح قرآن پاک کے متعدد مقامات پر مومنین، صالحین کے لئے بھی "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

1. جو سچے بندے ہیں

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ. اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی"۔(المائدہ:119)

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ(المجادلہ:22)اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ ہے اللہ کی جماعت۔

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ(البینۃ:8)اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی، یہ (خوش خبری) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

تَرَحُّم یعنی رحمۃ اللہ علیہ کہنا اسی طرح "رحمۃ اللہ علیہ" کے الفاظ بھی مومنین صالحین کے لئے قرآن پاک میں جابجا مذکور ہیں:

1. رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ(سورہ ھود:73)اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر، اس گھر والو!۔
2. أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ.(البقرہ:157)

یہ لوگ ہیں (تنگی وتکلیف میں صبر کرنے والے) جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

اس موضوع پر بہت کچھ اور بھی نصوص پیش کی جاسکتی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی رو سے صلوۃ، سلام، رحمت ورضا اور ان سے مشتق ہونے والے تمام کلمات کا اطلاق انبیائے کرام، صحابہ کرام اور اولیاء، علماء، شہداء بلکہ عام مسلمانوں پر بھی جائز ہے۔ جب قرآن وسنت سے اس کا ثبوت موجود ہے اور وہ بھی عبارۃ النص سے تو ان کلمات طیبات کو ان میں سے کسی بھی طبقہ پر شرعاً، عرفاً بولا جاسکتا ہے جبکہ ناجائز ہونے کی کوئی ایک بھی دلیل شرعی نہیں۔ ان قطعی نصوص کے ہوتے ہوئے کسی عالم کے قول کی آخر کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ ہم سوچیں کہ کیا ان صریح نصوص کے ہوتے ہوئے کسی عالم کا حوالہ دینا دین کی خدمت ہے؟ طبع نازک پر بارنہ ہو تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اقدس سن لیجئے:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس حال میں کہ میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی، فرمایا عدی! اس بت کو اتار پھینکو، اور میں نے آپ کو سورہ براءۃ (توبہ) میں سے یہ آیت کریمہ پڑھتے سنا کہ "انہوں (یہود) نے اپنے علماء اور صوفیاء کو، پروردگار عالم کے مقابلہ میں، رب بنا لیا تھا" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سن لو! انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی، نہ کرتے تھے لیکن جب یہ پیشوا ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ (عوام) اسے حلال سمجھتے اور جب کوئی چیز ان پر حرام قرار دیتے تو یہ اسے حرام مان لیتے۔ (جامع الترمذی ج136/2، ابواب التفسیر)

پس اے صاحبان علم و معرفت اپنا مرتبہ و مقام پہچانو! حق تلاش کرو، تحقیق و جستجو کرتے رہو، علم روشنی ہے۔اس سے اپنا من بھی روشن کرو اور ماحول کو بھی نور بخشتے رہو۔

بعض اہل علم نے اگر کچھ اصول اپنائے ہیں تو نیک نیتی سے اپنائے ہوں گے مگر خلوص و نیک نیتی سے صحیح،غلط اور غلط، صحیح نہیں ہو سکتا۔نیک و بد، جائز و ناجائز کے پرکھنے کی کسوٹی قرآن و سنت ہے، خلوص نیت نہیں۔بزرگ اگر بعض کلمات مثلاً صلوۃ غیر نبی یا غیر فرشتہ کے لئے استعمال نہیں کرتے تو ان کی مرضی مگر ناجائز نہیں کہہ سکتے۔قرآن و سنت کی محکم ہدایات تعامل کے ماتحت نہیں۔تعامل امت ان کے ماتحت ہے۔

یہ کیسی سوچ ہے کہ ''تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام'' کہنا تو جائز ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام کہنا جائز نہیں؟ السلام علیکم کہنا ہر مسلمان کو جائز ہے جبکہ اسی مسلمان کو علیہ السلام کہنا جائز نہیں۔

یہ تمام عقلی و علمی بات نہیں۔اس لئے اس پر سر پھٹول اور فساد، امت میں انتشار و افتراق بہت نامناسب، کم علمی، کوتاہ بینی اور فی سبیل اللہ فساد ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

مفتی: عبدالقیوم ہزاروی

پیغامِ عمل

ملک وملت اور دنیا کے حالات نازک ہیں اور ہر طرف عجیب سی افراتفری بے چینی اور مخالفتوں کا سیلاب آیا ہوا ہے، پوری دنیا میں اور ہمارے وطن عزیز بھارت میں مسلمانوں کی سلامتی کو غارت کرنے اور بربادیوں کے منصوبے بن رہے ہیں اور بہت سے منصوبوں پر عمل بھی کیا جانے لگا ہے، ایسی صورت حال میں آپسی مخالفتوں میں اضافہ کی بجائے آپس کی دوریاں کم کرنے میں مدد کریں اور آپس میں قربتیں بڑھانے کی حکمت عملی پر عمل کریں، حدیث پاک میں جس جماعت اہل سنت کو سواد اعظم قرار دیا گیا ہے، اس کے ماننے والوں کی یہ روش اور طریق ہے کہ جماعت کی عمارت مسمار ہوتی جارہی ہے اور مسمار کرنے والے بھی اندر کے لوگ ہیں، اب سواد اعظم کا تصور کیسے ممکن ہے اور سواد اعظم کیسے بنے گا؟ اس لئے ایک رہیں نیک بنیں اور سواد اعظم جماعت اہل سنت کے نظریات و معمولات کو خود سے قریب ہونے کی مہلت دیں. اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت و عقل سلیم عطا فرمائے اور ہمارے وجود کو سلامت رکھے. آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین۔